سے لے کر تمام قوانین وضوابط کو مغرب کے رنگ میں رنگنا چاہتی ہے۔

اب ''نظریہ پاکستان'' کو بھی طاق نسیان میں دبا کر ازلی دشمن کے ساتھ منافقانہ سمجھوتہ کرنا چاہتی ہے اور ایسے معاشرے کی خواہاں ہے' جہاں لادینی کا راج ہو، اسلام اور کفر میں کوئی فرق واضح نہ ہو۔ اور آج کے نام نہاد ''اعتدال پسند'' اسی ملحدانہ نظریے کو ہمارے ملک کے بانی محمد علی جناحؒ کے سر تھوپ کر اس بے لوث قائد کے احسانات کی ناشکری کر رہے ہیں۔ حالانکہ احسان فراموشی اللہ تعالی کے احکامات کی مخالفت کے علاوہ انسانی اقدار کے بھی منافی ہے۔

آج کے نام نہاد مسلمانوں کو ''اللہ'' صرف مشکل وقت میں یاد آتا ہے۔ اسلام کے اصول وضوابط ناروا پابندیاں نظر آتی ہیں۔ کتنے ہیں جو پوری نمازیں پڑھتے اور رمضان کے پورے روزے رکھتے ہیں؟ اسلام نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، عزت اور مال کو حرام قرار دیا ہے۔ لیکن نام نہاد مسلمان ہی آج چور، لٹیرے، قاتل اور بدمعاش بن رہے ہیں۔ علی الاعلان رشوت لی جاتی ہے۔ پھر جب سنگین مسائل سر اٹھاتے ہیں، بحران پیدا ہوتے ہیں، عذاب سیلابوں اور زلزلوں کی شکل میں آنے لگتے ہیں تو اللہ سے شکوہ کیسا؟! ایسے ہی حالات کے لئے علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کرتی نہیں کبھی ملت کے گناہوں کو معاف

آج ہندو قوم کے ہمنوا بن کر بعض ہم وطن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ سرحدیں دلوں کو تقسیم نہیں کر سکتیں ہمسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ مل جل کر مسائل کا سامنا کرنا چاہئے۔ اور ہمیں چونکہ اپنے ماضی اور تاریخ پاکستان سے کوئی شغف نہیں، لہٰذا پورا نہیں تو آدھا موقف ضرور مان لیتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اگر بھارت اتنا انسانیت نواز اور مسلمان قوم کا ہمدرد ہے.... تو بابری مسجد کیسے شہید ہوگئی؟ مقبوضہ کشمیر کیوں لہو رنگ ہے؟ گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کو کس نے شہید کیا؟ مسلمانوں کا قتل اتنا عام کیوں ہے؟ اس کے حدود کے اندر جو مسلمان ہیں انہیں تو بنیادی ضروریات اور احساس تحفظ دے نہ سکا.... پاکستانی مسلمانوں کو کیا دے گا؟ اکبر الہ آبادی کہتے ہیں:

قابلیت تو بہت بڑھ گئی ما شاء اللہ   مگر افسوس یہی کہ مسلمان نہ رہے
رنگ چہرے کا تو کالج نے رکھا قائم   رنگ باطن میں مگر باپ سے بیٹا نہ ملا

اقبالؒ ملت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے نوجوانوں کے افکار وعزائم میں مجاہدانہ تڑپ اور شوق شہادت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے علامہ نوجوانوں کے لئے ''**شاہین**'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

تربیت اولاد قسط:(2)

مثالی والد

تصنیف : مولانا محمد حنیف عبدالمجید حفظہ اللہ
تلخیص : ثناء اللہ غلام

اولاد کی قدر و قیمت: اولاد کا پہلا اور اہم حق یہ ہے کہ آپ اس کی قدر و قیمت کا احساس کریں۔ اولاد اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام ہے، اولاد گھر کی رونق، خیر و برکت اور دین و دنیا کی بھلائی کا سامان ہے۔ اگر آپ نے ان کی صحیح طریقے سے تربیت کی تو وہ دینی روایات ونظریات کی محافظ ہے، دنیا میں دین پھیلانے کا ذریعہ اور ساری دنیا کے چین و آرام کا سبب ہے۔ اسی لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا مانگی: ﴿رَبِّ هَب لي مِن لَّدنك ذرية طيبة﴾ (آل عمران ۳۸)

بیٹی ماں باپ کی جنت: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹی کا باپ بنایا ہے، تو آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جنت آپ کی نگرانی میں دے دی ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس جنت کی حفاظت کریں یا اسے ضائع کردیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، وہ تینوں کی صحیح سرپرستی کرے، ان کی ضروریات پوری کرے اور ان پر رحم کھائے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول (ﷺ)! اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: دو ہوں تب بھی یہی اجر ہے۔'' (الأدب المفرد للبخاری ص:۱۵)

قابل رشک صلہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ دونوں جوان ہوگئیں اور اپنے گھروں کی ہوگئیں، تو روز قیامت وہ اس حال میں آئے گا کہ وہ اور میں ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ ہوں گے۔'' یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (مسلم باب فضل الاحسان الی البنات ۲/۳۳۰)

بچی کی پرورش کے فضائل بیش بہا ہیں، سب کا احاطہ مشکل ہے۔ ان فضائل کا مستحق وہی بنے گا جو اپنی بیٹی کی تعلیم و تربیت حضرت فاطمہ، زینب، ام کلثوم، رقیہ، اسماء و عائشہ رضی اللہ تعالی عنهن احمعین کی طرز پر کرتے ہوئے دینی تعلیم کو فوقیت دے اور ضرورت کے مطابق عصری علوم وفنون بھی سکھلائے، ہاں ذریعہ تعلیم بھی دینی اقدار کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

لڑکی اور لڑکے کے مابین امتیازی سلوک کرنا جائز نہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ہاں بچی ہوئی اور اس نے اسے زندہ دفن نہیں کیا، نہ اسے حقیر سمجھا اور نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو اسے اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (ابو داؤد: البر)

جنت میں شکر کا محل: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی بندے کی اولاد کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ فرشتے کہتے ہیں، جی

ہاں! پھر اللہ تعالی پوچھتے ہیں: تم نے اس کے دل کا ٹکڑا لے لیا؟ فرشتے کہتے ہیں جی ہاں۔ تو اللہ تعالی سوال فرماتے ہیں: پھر میرے بندے نے کیا کیا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: (پروردگار) تیرے بندے نے تیری حمد وثنا بیان کی اور ﴿ انا للہ وانا الیہ راجعون ﴾ پڑھا۔ اس پر اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دیتے ہیں: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد ''**شکر کا محل**'' رکھو۔ (مشکواۃ ۱/۱۵۱)

وہ خرچ جس کا اجر سب سے بڑھ کر ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو غلامی سے آزاد کرانے کے لیے خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔ ان میں سب سے بڑا اجر اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔'' (ریاض الصالحین ص ۱۲۳ باب النفقة علی العیال بحوالہ صحیح مسلم)

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بندہ اہل وعیال پر جو کچھ بھی خرچ کرے' اس میں ایک پیسہ بھی حرام کا نہ ہونا چاہیے' ورنہ ''نیکی بر باد گناہ لازم'' کا مصداق ٹھہرے گا۔ اسی طرح جب نیت اللہ تعالی کو راضی کرنے کی ہے تو نمود ونمائش پر مال خرچ کرنے سے اجتناب کریں۔ اولاد پر خرچ کرنے میں اپنی حیثیت کے موافق سخاوت کی جائے' بار بار روک ٹوک اور ایک ایک پیسہ کے حساب پر ڈانٹ ڈپٹ کر کے ذلیل نہ کیا جائے۔ اگر وہ اچھی چیزوں پر خرچ کرنے کا عادی ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

احنف بن قیسؒ کی نصیحت: احنف بن قیسؒ عرب کے مشہور سردار تھے۔ ان کی شان وشوکت، دانائی، بردباری اور جاہ وجلال کا عرب میں بڑا شہرہ تھا۔ ایک بار حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا: ابو بحر! اولاد کے ساتھ سلوک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ احنفؒ نے کہا: ''اولاد ہماری دلی آرزوؤں کا ثمرہ اور کمر کا سہارا ہے۔ ہم ان کے لیے اس زمین کی طرح ہیں جو نہایت ہی نرم اور بالکل بے ضرر ہے۔ ہمارا وجود اولاد کے لیے اس آسمان کی طرح ہے جو اس پر سایہ کئے ہوئے ہے، ہم اسی کے سہارے بڑے بڑے کارنامے انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ لہذا اولاد اگر آپ سے کچھ مطالبہ کرے تو خوشدلی کے ساتھ اسے پورا کیجیے۔ اگر وہ غمزدہ ہو تو اس کے دل کا غم دور کیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ سے محبت کرے گی۔ آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کرے گی، آپ کبھی اس کے لیے ناگوار اور ناقابل برداشت بوجھ نہ بنیے کہ وہ آپ کی زندگی سے اکتا جائے' آپ کی موت چاہنے لگے اور آپ کے قریب آنے سے نفرت کرے۔

اس نصیحت کو دوبارہ پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور دعا کیجیے کہ اے اللہ! یہ نصیحت میرے دل ودماغ میں پیوست فرما دیجیے۔

بچوں کے جھگڑے اور آپ کی ذمہ داری: بچوں کے آپس کے جھگڑے ہر گھر، ہر محلے، ہر قوم اور ہر معاشرے میں معمول کی بات ہے۔ عام طور پر بچوں کی لڑائیاں تین اسباب سے ہوتی ہیں:

(۱) فطری وقدرتی شوخی اور چلبلا پن جو انہیں قرار سے بیٹھنے نہیں دیتا۔

(۲) بھولپن کی بنا پر اپنی خوشی اور پسند کی خاطر دوسرے بھائی کی پسند اور خوشی کی پروا نہ کرنا۔

(۳) سادہ لوحی کی وجہ سے اپنے دلی جذبات کو نہ چھپا سکنا اور اپنے غم' غصہ' خوشی' لالچ اور خواہش کا فوراً اظہار کر دینا۔

ان لڑائیوں میں کینہ یا کدورت کا شائبہ بھی نہیں ہوتا' اسی لئے لڑائی کے بعد فوراً ہی پھر مل کر کھیلنا شروع کر دیتے ہیں گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس لئے آپ کے بچوں کے آپس میں یا دوسرے بچوں سے لڑائی ہونے کی صورت میں ان کی ہرگز حوصلہ افزائی نہ کریں اور نہ ان کے اس فعل کو فخریہ طریقے سے بیان کریں کہ ''میرے شیر بیٹے نے فلاں بچے کو خوب پیٹا'' ورنہ آپ کا یہی جملہ ان کی تباہی کا موجب بنے گا۔ بلکہ ان کے ذہنوں میں یہ بات جمائی جائے کہ لڑائی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔

ایک لمحہ کی بھول (عجیب عبرت ناک قصہ):

حسن اور شاہد ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے' دونوں خاندان گزشتہ بیس برس سے ایک ساتھ رہتے بستے چلے آرہے تھے۔ محلے والے ان کی دوستی کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ دونوں بچے ایک ساتھ اسکول جاتے' ایک ساتھ واپس آتے اور ایک ساتھ کھیلا کودا کرتے۔

16 مئی 1996ء کی گرم دوپہر تھی، جب دونوں نے اسکول سے واپس آکر کھانا کھایا پھر حسب معمول گیند بلا سنبھال کر گلی میں نکل گئے۔ کھیلتے کھیلتے حسن نے شاہد کی گیند پر جو ہٹ لگائی تو گیند سنسناتی ہوئی شاہد کی ناک سے ٹکرا گئی اور نکسیر پھوٹ گئی۔ شاہد درد سے تڑپ اٹھا اور آگ بگولا ہو کر ایک پتھر حسن کو رسید کر دیا، جو اس کے سینے پر لگا اور وہ چیخ مار کر گر پڑا۔ کسی نے گھروں میں اطلاع دی' دونوں کے والدین میں جھگڑا چھڑ گیا' حتی کہ دونوں باپ بے جان لاشے بن گئے۔

اس سنگین سانحے کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حسن اور شاہد کو حسب سابق ایک ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا گیا!!۔

یک طرفہ بیان سن کر فیصلہ نہ کیجیے: ایک بچے کی بات سن کر دوسرے بچے کے خلاف' یا چھوٹے کی بات سن کر بڑے کے خلاف یا بچے کی بات سن کر استاد کے خلاف کسی بھی اقدام سے قبل تحقیق ضرور کر لیجئے۔

بعض اوقات بچے گھر واپس آکر استاد کی شکایت کرتے ہیں۔ آج اس نے یوں کہا...... یوں کیا...... مجھے پانچ منٹ دیر ہوگئی تو قاری صاحب نے ایک گھنٹہ کھڑا رکھا...... والدہ فوراً متاثر ہو جاتی ہے...... پھر اپنے شوہر کو بھی متاثر کر دیتی ہے۔ اب ناسمجھ والد صاحب بلا تحقیق استاد سے ناراض ہو جاتے ہیں...... دوسری تیسری بار جا کر استاد سے جھگڑنے بھی لگتے ہیں۔ جس سے ایک تو استاد کی بددعا لگتی ہے، دوسرے بچے کی شرارتوں کو مزید تقویت مل جاتی ہے اور بعض اوقات اس نحوست کی وجہ سے بچے مستقبل کی تعلیمی ترقی سے محروم بھی ہو جاتے ہیں۔

باپ کی خطرناک غلطیاں: انسان کو والد کی حیثیت سے اپنی اولاد کے ساتھ نرمی وشفقت کا رویہ اختیار کرنا چاہیے اور